پاکستان میں جبری دین نافذ کرنے اور جبری دین سے روکنے کی ناکام کوشش

(خطبه جمعه فرموده ۲۸ / نومبر ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (البقرہ: ۲۵۷)

اور پھر فرمایا:

قرآن کریم کی یہ آیت لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ان آیات میں سے ہے جو خصوصاً اس زمانے میں دنیا میں غیر معمولی شہرت پاگئی ہیں یعنی ان معنوں میں کہ وہ لوگ جن کو قرآن کا علم بھی نہیں ان کے کانوں تک بھی اس آیت کی آواز پہنچی ہے خواہ مثبت رنگ میں ہو خواہ منفی رنگ میں ہو۔ دین اور جبر ان دونوں کا کیا تعلق ہے اس مضمون پر یہ آیت روشنی ڈال رہی ہے اور اسی آیت سے استنباط کرتے ہوئے بعض لوگ دین میں جبر کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں، خواہ کسی رنگ میں محدود رنگ ہی میں کیوں نہ ہو اور اسی آیت سے بعض لوگ دین میں جبر کے ہر قسم کے دخل کو ناجائز قرار دینے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے جماعت احمدیہ اس آیت کو اپنے وسیع ترین معانی میں کلیۃً تسلیم کرتی ہے اور حد امکان تک اس لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا اثر جہاں جہاں پہنچتا ہے وہاں

وہاں جماعت احمدیہ اس آیت کے اثر کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتی ہے اور جتنی وسعت سے جماعت احمدیہ اس آیت کے مضمون سے آگاہ ہے، جتنی گہرائی سے جماعت احمدیہ اس آیت کے مضمون سے آگاہ ہے اس کا کوئی تصور باہر نظر نہیں آتا۔

لَآ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ کے متعلق جب بحث کی جاتی ہے تو عموماً اسی پہلو سے بحث کی جاتی ہے کہ دین میں جبر کرنے کی اجازت ہے یا نہیں ہے اور بڑے بڑے غیر احمدی علماء نے بھی دونوں طرح کے مضامین پر قلم اٹھایا ہے مثبت بھی اور منفی بھی، لیکن ان سب کی بحثیں اس دائرہ میں محدود ہیں کہ گویا اس آیت کا انطباق صرف اسی حصے تک ہو کر ختم ہو جاتا ہے کہ دین میں جبر کی اجازت ہے یا نہیں۔

لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ آیت وسیع تر مضامین سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا دوسرا پہلو جس کا ذکر جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں ملتا ہے اور باہر نہیں ملتا وہ یہ ہے کہ جبر کو یہ طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ کسی قسم کا دین بھی دنیا میں نافذ کر سکے۔ لَآ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ کا یہ معنی کہ دین میں جبر کو استعمال کی اجازت نہیں درست ہے لیکن یہ ساری سچائی نہیں۔ یہ آیت اس مضمون کو آگے بڑھاتی ہے اور یہ اعلان کرتی ہے کہ کسی قسم کا جبر دین میں ممکن ہی نہیں ہے۔ کر کے دیکھ لو، تم یقیناً ناکام ہو جاؤ گے اور کبھی بھی جبر کے ذریعہ دنیا کے دین تبدیل نہیں کئے جا سکے۔

پھر اس کے بھی دو پہلو ہیں ایک یہ کہ دین کو جبر کے ذریعہ نافذ کرنا یعنی سچائی کو زبردستی کسی کے اوپر ٹھونس دینا اور اس سلسلہ میں تلوار کا استعمال کرنا۔ مسلمان علماء کی بھاری اکثریت اسی حصہ پر بحث کرتی ہے لیکن اس کا ایک دوسرا پہلو ہے جسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور وہ اس آیتِ کریمہ کی رُو سے زیادہ اہم پہلو ہے اور وہ پہلو یہ ہے کہ زبردستی کسی سے کسی کا دین چھینا نہیں جا سکتا۔ اسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ حق کے خلاف جو جہاد ہوگا وہ ضرور ناکام ہو جائے گا۔ یعنی اس آیت کا رخ جیسا کہ یہ آیت خود اس مضمون کو واضح کر رہی ہے اس طرف زیادہ نہیں کہ غیر کو زبردستی اسلام نہ سکھاؤ بلکہ زیادہ اس طرف ہے کہ تم سے زبردستی اسلام چھیننے کی کوشش کی جائے گی اور دشمن ناکام رہے گا اور کبھی تم سے زبردستی اسلام چھین نہیں سکے گا کیونکہ اس آیت سے جو مضمون اٹھتا ہے وہ اس موقع پہ جا کر رُکتا ہے بڑے زور کے ساتھ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى لَا انۡفِصَامَ لَهَا کہ وہ لوگ جن کا ہاتھ ایک مضبوط کڑے پر پڑ چکا ہو، جسے کاٹ کر الگ کیا ہی نہ جا سکتا ہو۔ کیسے ممکن ہے کہ ان کے دین کو تم تبدیل

کرلو گے۔ تو یہ ہے اس آیت کا اصل منطوق اور اس میں بڑی وسعت ہے۔

یہ جو دوسرا پہلو ہے کہ جبر کے ذریعہ دین نافذ ہو ہی نہیں سکتا یا جبر کے ذریعہ دین چھینا جا ہی نہیں سکتا۔ زور لگا کر دیکھ لو لازماً تم ناکام ہو گے کیونکہ وہ لوگ جو رُشد و ہدایت کو رُشد و ہدایت سمجھ کر پا گئے ہوں، ان کا ہاتھ سچائی کے کڑے سے کاٹ کر الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس دعوے کو جب ہم تاریخ پر اطلاق کر کے دیکھتے ہیں تو ساری انسانی تاریخ قرآن کریم کی اس آیت کی سچائی کی گواہ بن کر کھڑی نظر آتی ہے اور حالاتِ حاضرہ پر جب اس کو منطبق کر کے دیکھنا چاہتے ہیں تو انسان کی عصرِ حاضر کی تاریخ بھی کلیۃً بلا استثناء اس آیت کے حق میں گواہی دیتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

پاکستان میں آج کل ایک یہی کوشش ہو رہی ہے اور دونوں طریق پر کوشش ہو رہی ہے۔ یعنی اگرچہ بحثوں میں تو صرف اتنا ہی ہے کہ زبردستی دین اسلام کو نافذ کیا جا سکتا ہے یا نہیں اور یہ پہلو نہیں ہے کہ زبردستی دین اسلام چھینا جا سکتا ہے کہ نہیں۔ مگر واقعۃً یہ دونوں کوششیں پاکستان میں اس وقت ہو رہی ہیں اور عصر حاضر کے جو واقعات ہیں یہ آئندہ زمانے میں ایک عجیب تاریخ بننے والے ہیں۔ آپ اس تاریخی دور میں سے گذر رہے ہیں اور ساتھ چل کر زمانے کے ان باتوں کا مشاہدہ کر رہے ہیں جنہیں آئندہ آنے والا مورخ بڑی محنت سے تلاش کر کے نکالے گا اور پھر ان واقعات پر مبنی بڑی بڑی کتابیں لکھی جائیں گی۔ تاریخ کا ایک بہت اہم باب ہے جس میں سے ہم اس وقت گذر رہے ہیں۔ پاکستان میں یہ دونوں کوششیں ہو رہی ہیں اور فوجی اقتدار کے ذریعہ اور جبر کے ذریعہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ملک کے ایک حصے کو لازماً زبردستی اسلام پر عمل کروایا جائے گا، اور ایک حصے کو اسلام پر عمل کرنے سے روکا جائے گا یہ ہے اسلام کا نفاذ۔

قطع نظر اس کے کہ ایسا احمقانہ حیرت انگیز اسلام کے نظام کا تصور کبھی چودہ صدیوں میں ایک موقع پر بھی دکھائی نہیں دے گا کہ بیک وقت یہ دو ارادے لے کر کوئی قوم یا کوئی حکومت اٹھی ہو کہ ہم اسلام اس طرح نافذ کریں گے اس دفعہ کہ بعض لوگوں سے زبردستی اسلام پر عمل کروائیں گے اور بعض لوگوں کو زبردستی اسلام پر عمل کرنے سے روک دیں گے۔ ٹکڑوں میں یہ واقعات آپ کو تاریخ میں ملتے ہیں مثلاً بعض مسلمان بادشاہوں کے دور میں زبردستی عمل کی جھلکیاں نظر آتی ہیں لیکن زبردستی روکنے کی جھلکی سوائے آنحضرت ﷺ کے زمانے کے اور کہیں دکھائی نہیں دے گی اور وہاں ہمیشہ ایک

ہی رخ ہے اس کوشش کا یعنی اسلام کے دشمن اسلام پر عمل کرنے سے روک رہے تھے اور اسلام کے حامی اس راہ میں قربانیاں دے رہے تھے۔ پس اُس دن کے بعد یا اُس دور کے بعد آج دنیا نے یہ دَور دوبارہ دیکھا ہے لیکن دیکھا عجیب طریق سے ہے کہ اسلام کو نافذ کرنے کے ارادہ لے کر جو لوگ تلوار ہاتھ میں لے کر اٹھے تھے یا ارادہ تو کچھ اور لے کر اٹھے تھے لیکن دنیا کو یہ بتایا کہ ہمارے طاقت کے سرچشموں پر قابض ہونے کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہم ثابت کر دیں کہ زبردستی اسلام کسی دنیا کے ملک میں نافذ کیا جاسکتا ہے۔ یہ تھا ان کا ادّعا خواہ ارادہ ابتدا میں کچھ اور ہی ہو یا نیتیں کچھ اور ہوں لیکن دعویٰ بہر حال یہی تھا اور ابھی تک یہی ہے۔

سکیم اس کی ،منصوبہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دوٹوک، دو نقطوں کا منصوبہ ہے کہ کچھ ملک کے باشندوں کو زبردستی اسلام پر عمل کروایا جائے کچھ ملک کے باشندوں سے اسلام پر عمل کرنے کا حق چھین لیا جائے اور انہیں عمل کرنے سے روک دیا جائے۔ دونوں صورتوں میں یہ منصوبہ کلیۃً ناکام ہو چکا ہے۔ نہایت ذلیل اور خاسر وخائب ہو چکا ہے اور اس طرح ناکام ہوا ہے کہ عمل کروانے کا دعویٰ کرنے والے خود اقرار کر رہے ہیں کہ ہم ان تمام پہلوؤں میں بُری طرح ناکام ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی عقل نہیں کرتے۔

اتنی عظیم الشان آیت ہے یہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ اتنی اس میں قوت ہے اتنی حشمت اور شوکت ہے، ایسی عظمت ہے اس آیت میں کہ کوہ ہمالہ سے ٹکرا کر تو کوئی قوم بچ سکتی ہے مگر اس آیت سے ٹکرا کر کوئی قوم نہیں بچ سکتی۔ ہر طاقت جو اس آیت سے ٹکرلے گی وہ لازماً چکنا چور ہو جائے گی۔ یہ ایک ایسی ابدی سچائی ہے جو ہر زمانے میں دنیا کے ہر حصے میں عمل درآمد دکھاتی رہی ہے اور اس کے عمل کو کوئی دنیا کی طاقت روک نہیں سکتی۔

اب میں آپ کے سامنے مثالیں دے کر معاملہ کھولتا ہوں۔ ایک کوشش یہ ملک میں کی گئی کہ زبردستی نمازیں پڑھائی جائیں۔ اس کے لئے پہلے تو قانون یہ بنایا گیا کہ حکومت کے جو ملازمین ہیں ان کو زبردستی نماز پڑھائی جائے اور اس کے لئے کچھ وقت بڑھا دیا گیا، چھٹی کا درمیان کا وقت، جس کو Lunch Hour کہتے تھے، اسے نماز کا گھنٹہ بنا دیا گیا اور وقت زیادہ دے دیا گیا کیونکہ کھانے کے علاوہ نمازیں بھی پڑھنی تھیں۔ چند دن کے اندر اندر سارے ملک کو اس اقدام کی شکست

اس طرح دکھائی دینے لگی کہ ہر جگہ جہاں یہ گھنٹے کی چھٹی ہوتی تھی وہاں کھانے میں وقت بڑھا دیا گیا اور نماز کی طرف کوئی توجہ نہ ہوئی۔ چند دن لوگ دوڑے مسجدوں کی طرف یا مصلے جو بنائے گئے تھے اس کے بعد جو پہلے طبعی خود ہی نمازی تھے وہ باقی رہ گئے اور یہ عارضی زبردستی کے جو نمازی تھے واپس اپنے اپنے حالات پر لوٹ گئے۔

پھر حکومت نے یہ کوشش کی کہ اس دائرہ کو بڑھا دیا جائے اور حکومت کے کارندوں پر حکم نافذ کرنا مشکل ہے اس لئے غریب عوام پر نافذ کرنا چاہئے۔حکومت کے کارندے تو صاحب حکومت ہوتے ہیں ان کو کس طرح زبردستی حکومت کسی نیک اقدام پر مجبور کرسکتی ہے بیچاری، لیکن عوام الناس دیہات میں بسنے والے وہ شاید زیادہ جلدی اس حکم کو قبول کرلیں۔ چنانچہ قصبہ قصبہ بستی بستی محلّہ محلّہ نمازیں پڑھانے والے آدمی مقرر کئے گئے اور جہاں کہیں کوئی دوسرا نمازی نہیں ملتا تھا یعنی کوئی ایک بھی ایسا نمازی نہیں تھا جو دوسروں کو نمازیں پڑھا سکے وہاں احمدیوں کو مقرر کیا گیا۔ جن کی نمازیں روکی جارہی ہیں ان کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا گیا اور حیرت انگیز اس میں اطلاعیں ملتی ہیں۔ بہت سی جگہ احمدیوں نے کہا بھئی ہم تو احمدی ہیں اور ہمیں تو تم کہتے ہو کہ تمہیں نماز پڑھنے کا حق نہیں تو ہم دوسروں کو کس طرح نمازیں پڑھائیں گے۔تو انہوں نے کہا کہ ہمیں تو تم سے بہتر نماز پڑھانے والا کوئی ملتا ہی نہیں، اس لئے قطع نظر اس کے کہ حکومت کیا کہتی ہے ہم تو تمہیں ہی مقرر کریں گے۔ چنانچہ احمدی داروغے غیر احمدیوں کو نماز پڑھانے پر مقرر کئے گئے۔لیکن بنیادی طور پر اصولاً یہ بات غلط تھی۔ جبر کے ذریعہ دین نافذ نہیں کیا جاسکتا قرآن کریم یہ اعلان کر رہا تھا اور کوشش ہورہی تھی کہ نہیں ہم جبر کے ذریعہ دین نافذ کر کے دکھائیں گے ناکام ہوگئے اور صرف ایک معمولی سی جھلکی ذہنوں میں باقی رہ گئی ہے ورنہ عملاً یہ نظام کلیۃً مفقود و نابود ہو چکا ہے۔

دوسری طرف احمدیوں کو زبردستی نماز سے روکنے کی کوشش کی گئی کیونکہ اسلام مکمل طور پر نافذ ہو ہی نہیں سکتا جب تک بعض لوگوں کا نمازوں سے روکا نہ جائے۔خلاصہ یہ نکلا کہ جو نمازیں نہیں پڑھتے ان کو پڑھائی جائیں اور جو پڑھتے ہیں ان کو نہ پڑھنے دی جائیں۔ یہ ہے اسلام کا پیغام جو موجودہ حکمرانوں نے سمجھا اور ناکام ہوگئے۔اس طرح ناکام ہوئے کہ بکثرت ایسے احمدی جو پہلے نمازوں میں سستی دکھاتے تھے وہ نمازوں میں اور زیادہ مضبوط ہوگئے۔ جو باجماعت نماز

کے عادی نہیں تھے انہوں نے باجماعت نمازیں شروع کر دیں۔ جو تہجد نہیں پڑھتے تھے، انہوں نے تہجد پڑھنا شروع کر دی اور جو بے نمازی تھے وہ نمازی بننے لگ گئے اور اس کا ردّعمل اس آیت کے ساتھ ٹکرانے کا ایسا وسیع ہے، اتنا پر شوکت ہے کہ صرف پاکستان میں نہیں ہوا یہ ردعمل، انگلستان میں بھی ہوا، جرمنی میں بھی ہوا، چین میں بھی ہوا، جاپان میں بھی ہوا، امریکہ میں بھی ہوا، افریقہ میں بھی ہوا، کوئی دنیا کا ملک ایسا نہیں ہے جہاں پاکستان کے حکمرانوں کی اس ناپاک کوشش کا ردعمل اس صورت میں دنیا میں ظاہر نہ ہوا ہو کہ انہوں نے وہاں احمدیوں کو نمازوں سے روکنے کی کوشش کی ہو اور دنیا کے کونے کونے میں احمدی نمازوں پر زیادہ قائم نہ ہو گئے ہوں۔ تعداد کے لحاظ سے بھی، نماز کے مزاج کے لحاظ سے بھی، روحانیت کی شیرینی کے لحاظ سے بھی، خشوع وخضوع کے لحاظ سے بھی غرضیکہ ہر پہلو سے اس کوشش کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں نکلا کہ جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز کا معیار ہر صورت میں ہر پہلو سے اب پہلے کی نسبت بہت اونچا ہو گیا۔

مسجدیں آباد کرنے کی کوشش بھی اسی کا ایک دوسرا پہلو ہے جس کے مقابل پر مسجدیں ویران کرنے کی کوشش، یہ اسلام تھا۔ کلمہ توحید کو احمدیوں کے دلوں سے نوچ لینا اور اس کے لئے اس محبت کے جرم میں ان کو سزائیں دینا، یہ ایک پہلو تھا ''اسلام کے نفاذ'' کا اور بعض دوسرے لوگوں کو کلمہ توحید پر قائم کرنا اور کلمہ توحید سے محبت پیدا کرنا اور شرک کا قلع قمع کرنا یہ دوسرا پہلو تھا۔ دونوں زبردستی کی کوششیں بری طرح ناکام ہو گئیں۔ آج تو پاکستان میں عوام تو عوام پڑھے لکھے سمجھدار لوگ بھی کلمہ کے نام سے ڈرنے لگ گئے ہیں اور بکثرت ایسے واقعات ہو رہے ہیں کہ جب احمدی کسی کو کلمہ سینے پر لگانے کی تلقین کرتا ہے یا پیش کرتا ہے کہ آپ بھی لگائیں آپ بھی محبت کے دعویدار ہیں تو وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا ہے کہ مجھے نہ اس معاملے میں لے کر آنا۔ مجھ میں نہیں طاقت کہ میں ماریں کھاؤں لوگوں سے یا جیل میں ڈالا جاؤں اس لئے تمہیں کلمہ مبارک ہو۔

شروع شروع میں نادانی اور انجانی میں لاہور یا کراچی وغیرہ میں جب احمدیوں نے کلمہ کے Stickers کاروں پر لگانے شروع کئے تو لوگ بڑے مسکرا کر اور شوق سے قبول کرتے تھے۔ اب تو وہ کلمہ دیکھ لیں تو ان کی جان نکلتی ہے۔ کوئی احمدی لے جا رہا ہو کسی کار کی طرف کلمہ تو وہ کار تیز کر لے گا یا اگر کھڑی ہے تو چلا دے گا تا کہ پہنچنے ہی نہ مجھ تک۔ ایسا خوف طاری ہو گیا ہے بلکہ اس کے نتیجہ

میں بعض جگہ بڑی مشکلات پیدا ہوئیں۔ایک کچہری میں ایک احمدی نے چھوٹے افسروں میں سے بعضوں کو کلمہ پیش کیا اور انہوں نے اپنی نادانی میں یہ سمجھا کہ کلمہ لگانے میں کیا حرج ہے انہوں نے لے کر لگا لیا۔ Mobbing ہوئی ان کے اوپر، ان کے افسروں نے ان کی جواب طلبیاں کیں تو بڑی سختی کے دن آگئے۔اگلی دفعہ جب عدالت میں وہی احمدی پیش ہوئے اور انہوں نے پھر آگے بڑھ کر کلمہ پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ معاف رکھو ہمیں کافی ہوگئی جو ہم سے ہونی تھی۔اب نہ دوبارہ کلمہ ہمارے سامنے لے کر آنا۔تو جن سے کلمہ چھیننا چاہتے تھے ان کو تو کلمہ سے محبت اتنی گہری پیدا ہوگئی تھی تو پہلے ہی لیکن اور زیادہ ابھر گئی جس طرح بچہ بیمار ہو تو ماں کو پتہ چلتا ہے کہ مجھے اس سے کتنی محبت تھی کتنا پیار تھا۔احمدیوں کو معلوم ہو گیا، اُن کا شعور بیدار ہو گیا، ان کے دل میں جو کلمہ کا عشق تھا اس نے جوش مارنا شروع کیا اور ابھرنے لگا۔آنکھوں سے برساوہ، خون بن کر ان کے جسموں سے نکلا لیکن جس چیز کو دبانے کی کوشش کی گئی وہ پوری قوت کے ساتھ اور زیادہ ابھری اور بُری طرح یہ حکومت احمدیوں سے کلمہ چھیننے میں ناکام ہو چکی ہے۔

یہاں تک مثالیں ہیں قربانیوں کی، ایک لمبی داستان ہے۔سب سے زیادہ احمدی پاکستان میں جیل میں کلمہ لگانے اور کلمہ سے پیار کرنے کے جرم میں گئے۔سینکڑوں گئے ہیں اور بار بار گئے ہیں اور کوئی پیچھے نہیں ہٹا۔بعض جگہ بعض اضلاع میں جب یہ تحریک عام ہونے لگی تو ضلعی حکام نے زبردستی حکومت کے منشاء کو ٹالتے ہوئے اس بات کو روک دیا کہ اب ان کو مزید نہیں پکڑا جائے گا کیونکہ وہ کہتے تھے ہمیں سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔اس کثرت سے احمدی ہیں بعض اضلاع میں کہ ان کی جیلوں سے اگر سارے مجرم نکال دیئے جاتے سوائے کلمے کے مجرموں کے تب بھی وہ جیلیں ان کو سنبھال نہیں سکتی تھیں اور چونکہ ساتھ ساتھ دوسرا جرم بھی بڑھتا جا رہا ہے۔اس لئے اب عدلیہ کے لئے بھی اور انتظامیہ کے لئے بھی یہ فیصلہ کرنا تھا کہ کلمہ کے مجرموں کو پہلے رکھا جائے جیلوں میں یا دوسرے مجرموں کو رکھا جائے۔ قاتلوں، زانیوں، شرابیوں اور دھوکے بازوں ان کے لئے جیل میں جگہ بنائی جائے یا کلمہ والوں کے لئے جگہ بنائی جائے۔لیکن اگر وہ کلمہ والوں کے لئے صرف بناتے تب بھی ممکن نہیں تھا کہ جیلیں ان کو سما سکتیں۔اس لئے بعض اضلاع میں باقاعدہ ایک پالیسی کے طور پر خواہ وہ پالیسی اوپر سے منظور شدہ ہو یا نہ ہو اس سے قطع نظر، مقامی اضلاع کے حکام نے عقل

سے کام لیا سمجھ بوجھ سے کام لیا انہوں نے کہا کہ یہ ناممکن ہے اس لئے ہم اس معاملہ میں آگے نہیں بڑھیں گے تو وہاں یہ تحریک نظر آنی بند ہوگئی، لیکن جہاں نسبتاً تھوڑے احمدی تھے مثلاً ضلع خوشاب ہے وہاں یہ نمایاں ہو کر نظر آنے لگی۔ بعض جگہ جہاں زیادہ طاقت تھی احمدیوں کی اور یہ تحریک بے انتہاء شدت اختیار کرنے لگی۔ چھوٹے، بڑے، بوڑھے، جوان، مرد، عورتیں، بچے یہ دوڑے کلمے لگا لگا کر کہ اگر اس جرم میں سزا ہے جیل کی تو ہم حاضر ہیں۔ تو وہاں انتظامیہ نے ایک قدم اٹھایا بھی تھا تو اس کو واپس لے لیا لیکن خوشاب میں ابھی بھی یہ تحریک پورے زوروں پر چل رہی ہے اور اس میں ضلع سرگودھا کے بہت سے شریر، حکومت کی مدد کر رہے ہیں۔

وہاں ہمارے ضلع خوشاب کے امیر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت ہی بہادر انسان ہیں اور غیر معمولی کلمہ توحید سے محبت رکھنے والے انسان ہیں۔ ان کے متعلق اطلاعیں جو مل رہی ہیں، مسلسل بار بار ان کو نہ صرف یہ کہ ان کو قید کیا گیا بلکہ قید کرتے وقت ان پر مولوی چھوڑے گئے اور مولویوں کے چیلے چھوڑے گئے ان کو شدید طور پر مجروح کیا گیا اور اس حال میں بیڑیاں پہن کے ان کو قید میں ڈالا گیا کہ سارا جسم زخموں سے چور تھا لیکن اعلان انہوں نے پھر بھی یہی کیا ہر جگہ یہی کیا کہ جب تک میری زندگی ہے ہزار بار تم مجھے جیل میں ڈالو گے مگر کلمہ سے محبت تو در کنار میں نے کلمہ لگانا بھی نہیں چھوڑنا۔

ان کا عجیب واقعہ ان کے ساتھی جو تھے جیل کے، انہوں نے لکھا ہے کہ جب ان کو جیل میں ڈالا گیا تو کلمے نوچ لئے گئے تھے ان کے جسم سے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی لکھنے کی چیز ہے تو میری قمیض پر لکھ دو۔ چنانچہ انہوں نے ان کی قمیض پر کلمہ لکھ دیا۔ جیلر کی جب نظر پڑی تو اس نے کہا اس جرم میں تو تم اندر آئے ہو خبردار! اتارو قمیض۔ انہوں نے کہا یہ قمیض تو میں نہیں اتار سکتا اس پر اس نے پھاڑ کر نوچ کر وہ قمیض الگ کر دی۔ انہوں نے اپنی چھاتی پر کلمہ لکھوا لیا کہ اب میری جلد بھی نوچ لو۔ جہاں تک چلتے چلے جاؤ گے میں دوبارہ کلمہ لکھتا چلا جاؤں گا۔ میرے دل سے جب تک تم کلمہ نہیں نوچ سکتے تمہیں طاقت ہی نہیں ہے کہ اس کلمہ کو مجھ سے جدا کر دو۔

ان پر اور ان کے ساتھیوں پر بار بار ایسے ظالمانہ اقدامات کرنے کی حکومت نے اجازت دی ان معنوں میں اجازت دی، کہ کچہری میں پولیس کی موجودگی میں چند ملاں اور ان کے ساتھی ان

پر حملہ آور ہو رہے ہیں، ان کو زدوکوب کر رہے ہیں، ان کی آنکھوں میں مرچیں ڈالی جارہی ہیں اور لٹا کر ٹھڈوں سے اور ڈنڈوں سے مارا جا رہا ہے اور عدالت میں پیش ہونے کے لئے آئے ہیں یہ موقع ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ حکومت اس سے بے خبر ہے یا بے قصور ہے یہ تو بالکل احمقانہ بات ہے۔ عملاً حکومت اس کو انگیخت کرتی ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ وہ لوگ جن کو ماریں پڑتی ہیں ان کو جیل میں ڈال دیا جاتا ہے اور جو مارنے والے ہیں وہ سارے آزاد ہیں۔ ہر دفعہ یہی واقعہ ہوا ہے ہر دفعہ جب وہ عدالت میں پیش ہوئے ہیں کلمہ کی محبت والے، تو پہلے ان کو مارا گیا پھر جیل میں ڈالا گیا اور ہر دفعہ مارنے والے آزاد ہوئے اور جن کو مارا گیا تھا ان میں سے جنہوں نے کلمہ نہیں بھی لگایا ہوا تھا ان کو بھی جیل میں ڈالا گیا۔ غرضیکہ جو کچھ انہوں نے کرنا تھا کیا، جو کر سکتے ہیں کر رہے ہیں، لیکن احمدیت سے کلمہ طیبہ محمدیہ کو نہیں نوچ سکے، نہیں چھین سکے۔ احمدیوں کے دلوں میں اس محبت کو کم کرنے کی بجائے مٹانے کی بجائے، انہوں نے اس کو اور بھی زیادہ بڑھا دیا۔ جبر و تشدد کے ذریعہ خوف دلانے کی بجائے انہوں نے بزدلوں کو بھی شیر بنا دیا، کمزوروں کو بھی طاقتور کر دیا ہے۔

پس لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کی آیت ہمیں اس پہلو سے بھی وہاں عمل کرتی ہوئی نظر آرہی ہے اور وہ لوگ جن کے متعلق یہ دعویٰ تھا کہ ان کو کلمہ سکھائیں گے اور ان میں توحید پیدا کریں گے نہ وہ کلمہ سیکھ سکے نہ ان میں توحید کی باتیں باقی رہیں ایک دوسرے سے لڑنے لگے، ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی کرنے لگے ملک پھٹنے لگا، توحید باری تعالیٰ تو درکنار وحدت ملی بھی باقی نہیں رہی۔ ایسا انتشار کا شکار ہوا کہ بہت کم ایسے بدنصیب ملک ہیں آج دنیا میں جو اس حد تک انتشار کا شکار ہو چکے ہوں۔

اور بھی کوششیں کی گئیں: سچائی کی عادت ڈالنا، دیانت داری سکھانا، حب الوطنی پیدا کرنا، چادر اور چار دیواری کی حفاظت، ملک میں امن و امان اور سلامتی پیدا کرنا، یہ ساری اسلام کی مثبت کوششیں ہیں جو حکومت نے دعویٰ کیا کہ ہم مسلمانوں میں ان اسلامی اخلاق کو اور اسلامی اقدار کو رائج کر کے دکھائیں گے لیکن اس سے چونکہ اسلام کی خدمت مکمل نہیں ہوتی تھی اس کے برعکس احمدیوں کو ہر قرآنی حکم سے رکنے کی تاکید کی گئی اور متنبہ کیا گیا کہ تمہارا چونکہ قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں اگر تم قرآنی سچائیوں پر عمل کرو گے تو ہم بزور شمشیر تمہیں اس عمل سے باز رکھیں گے۔ چنانچہ اس کے برعکس

صورت یہ بنتی ہے کہ احمدیوں کو جھوٹا بنانے کی زبردستی کوشش کی گئی اور غیر احمدیوں کو زبردستی سچا بنانے کی کوشش کی گئی۔

خلاصۃً یہ ہے اسلام کی خدمت اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ زبردستی جھوٹا بنانے کی کوشش کی گئی تو مراد کوئی محاورہ نہیں ہے۔ امر واقعہ یہی ہوا ہے اور ہو رہا ہے اس وقت۔ ہر احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کو ایک سچا دین سمجھ رہا ہے۔ ہر احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی توحید کا قائل ہے اور دل کی گہرائیوں سے اس کے اوپر کامل ایمان رکھتا ہے۔ ہر احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ بندہ اور سچا رسول سمجھتا ہے اور دل کی گہرائیوں سے اس بات پر ایمان رکھتا ہے۔ اس سے زبردستی، اس سے یہ کہلوانا کہ اسلام جھوٹا ہے اور میرا اس جھوٹے مذہب سے کوئی تعلق نہیں اور خدا ایک نہیں ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ سچے نہیں ہیں، یہ زبردستی جھوٹ بلوانا نہیں تو اور کیا چیز ہے بلکہ جھوٹ بھی بدترین اور مکروہ ترین کہ اس سے زیادہ لعنتی جھوٹ متصور نہیں ہوسکتا۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہی ہو رہا ہے کہ احمدی سے کہا جا رہا ہے کہ تم دل میں جو کچھ چاہو یقین رکھتے ہو، تمہیں ہم مجبور کریں گے، مار مار کر، سزائیں دے دے کر، جیلوں میں گھسیٹ کر، جرمانے کر کر کے کہ تم یہ اعلان کرو کہ خدا ایک نہیں ہے پھر تم ہماری سزا سے بچ جاؤ گے۔ یہ اعلان کرو کہ محمد مصطفیٰ ﷺ سچے نہیں ہیں۔ اگر یہ نہیں کرو گے تو ہم سمجھیں گے تم اسلام کی گستاخی کر رہے ہو، رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کر رہے ہو اور اگر یہ اعلان کرو گے کہ نعوذ باللہ خدا ایک نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ سچے نہیں ہیں تو ہم کہیں گے ہاں اب ٹھیک ہے اب تم گستاخی سے باز آ گئے ہو۔ یہ ہے نفاذ اسلام کی ایک کوشش کہ احمدیوں کو سچائی سے روک دیا جائے اور قانون بن چکا ہے کہ احمدی کو سچ بولنے نہیں دینا اگر سچ بولے گا تو اس کی سزا ملے گی ہر احمدی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان سمجھتا ہے۔

آپ کو پتہ ہے کہ جب گذشتہ جلسہ سالانہ پر احمدیوں نے کثرت کے ساتھ یہاں آنا شروع کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے تو اس کے نتیجہ میں ایک حسد پیدا ہوا اور تو کچھ نہیں کر سکتے تھے مگر جن احمدیوں نے پاسپورٹ پر مسلمان لکھوایا ہوا تھا ان کو یہاں آنے کی بجائے قید میں ڈال دیا گیا۔ انہوں نے کہا ہمارا جرم کیا ہے انہوں نے کہا جرم یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم تو سمجھتے ہیں اپنے آپ کو مسلمان ہم اور کیا کہیں؟ کہا سمجھتے جو مرضی ہو گے قانون مجبور کر رہا ہے

کہ جھوٹ بولو اس لئے سچ کی سزا ملے گی تمہیں اور جہاں تک غیر احمدیوں کا تعلق ہے زور لگا کر تھک گئے کہ ان کو سچ کی عادت ڈالیں، سچ کی عادت نہیں ڈال سکے۔ اس بُری طرح ناکام ہوئے ہیں کہ اپنے بیانات میں وزراء بھی کہہ رہے ہیں اور پریذیڈنٹ صاحب بھی کئی مواقع پر اس ناکامی کا اظہار کر چکے ہیں کہ ہم نے زبردستی اسلام نافذ کرنے کی کوشش کی تھی مگر یہ قوم ہمارے قابو نہیں آئی۔ اسلام نافذ کرنے میں اس قوم پر ہم بُری طرح ناکام ہوئے ہیں۔

ہر معاملے میں بد دیانتی اتنی بڑھ چکی ہے کہ ابھی دو تین دن کی بات ہے صدر صاحب کا بیان آیا تھا کہ ہسپتالوں میں جہاں بنی نوع انسان کی سے ہمدردی میں جہاں بیماری اور موت کو دیکھ کر خدا کا خوف بڑھ جاتا ہے یا بنی نوع انسان کی ہمدردی میں انسان کا دل نرم پڑ جاتا ہے، ان ہسپتالوں کے متعلق صدر مملکت کا یہ بیان آیا ہے کہ ہمارے اندازے کے مطابق جتنا روپیہ مریضوں پر خرچ کرنے کے لئے ہسپتالوں کو دیا جاتا ہے اس میں سے کم از کم پچاس فی صدی خورد برد کر دیا جاتا ہے اور یہ تو اقرار ہیں اور وہ لوگ جو پاکستان سے ہو کر آتے ہیں مشاہدہ کر کے آتے ہیں وہ بتاتے ہیں، اس قدر بے اطمینانی ہے سارے ملک میں اخلاقی معیار گرنے کے نتیجہ میں کہ ہر طرف یہی باتیں ہو رہی ہیں، یہی شکوے ہو رہے ہیں کہ اس قوم کا کیا بنے گا، ہر پہلو سے اس قوم کے اخلاق کا دیوالیہ پٹ چکا ہے۔

امن وامان کا وعدہ کرتا ہے اسلام۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم اسلام کے نام پر آئے ہیں ہم امن وامان قائم کر کے دکھائیں گے امن وامان کی حالت یہ ہے کہ آج تک کبھی پاکستان کی تاریخ میں بعض گزشتہ حکومتوں کے سارے دور میں اتنے ڈاکے نہیں پڑے تھے جتنے اس حکومت کے دور میں ایک ایک ہفتے میں ڈاکے پڑ جاتے ہیں۔ صدر ایوب کے زمانے کے ساری تاریخ کے ڈاکے اکٹھے کر لیں اور ایک ہفتہ میں اس مبینہ اسلامی حکومت کے دور میں جو ڈاکے پڑتے ہیں ان کی آپ مقابلہ کر کے دیکھ لیں، فی ہفتہ یہاں ڈاکے زیادہ پڑ رہے ہیں۔ کلیۃً امن اٹھ چکا ہے۔ ایسے بھیانک اغوا کے واقعات جن کا پہلے پاکستانی سوسائٹی تصور نہیں کر سکتی تھی، اب روزمرہ کی باتیں ہو چکی ہیں۔

جب ایک وزیر صاحب کی توجہ دلائی گئی کہ یہ امن وامان کی حالت خراب ہے اور اتنے ڈاکے پڑ رہے ہیں کیا وجہ ہے؟ آپ تو اسلامی حکومت سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں آپ کا فرض

ہے کہ پاکستان میں امن وامان قائم کریں۔تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ تو سیاسی لوگ ہیں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ یہ جو اپنا دین ایمان بیچنے والے سیاستدان ہیں، اسلام کے بھی دشمن ہیں اور ملک وقوم کے بھی دشمن ہیں اور پاکستان کے دشمن یہ وہ کروار ہے ہیں۔ایک موقع پر سوال یہ کیا گیا کہ یہ جو ڈاکے پڑ رہے ہیں صاف بتاتا ہے کہ آپ لوگ ہر دلعزیز نہیں رہے اور سیاسی اظہار ہے بے چینی کا۔ جس قوم میں سیاسی طور پر امن وامان ہو یا تسکین پائی جائے ، جہاں سیاست سچی ہو اور عوام کی جڑوں سے اٹھ رہی ہو وہاں اس قسم کی بدامنی کی حالت نہیں ہوتی۔تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ تو سیاست ہے ہی نہیں،اس میں سیاسی لوگوں کا کیا دخل یہ تو خالص ڈاکو ہیں جو یہ کام کر رہے ہیں۔ ایک پہلو سے وہ ڈاکو سیاستدان بن جاتے ہیں،ایک پہلو سے وہ سیاستدان ڈاکو بن جاتے ہیں۔ غرضیکہ صرف زبانی عذر تراشیاں ہیں جس کے ذریعہ یہ اپنی بداعمالیوں کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔سارا ملک اس منحوس سائے کے نیچے گندا ہو چکا ہے اور گندا ہوتا چلا جا رہا ہے۔بعض لوگ جو ابھی پاکستان سے ہو کر آئے ہیں وہ بتا رہے ہیں کہ اب تو اگر سیاست کی بات کریں تو لوگ کہتے ہیں چھوڑ دو سیاست کی بات۔ ہم نے رہنا ہے کہ نہیں رہنا ان حالات میں ہمارا کیا بنے گا؟ ہمارے بچوں کی حفاظت، ہماری بچیوں کی حفاظت،اب یہ سوال اٹھ چکا ہے۔کوئی تعلیم ہو گی بھی کہ نہیں اس ملک میں اب۔ انسانی شرافتیں اور اخلاقی قدریں باقی رہیں گی کہ نہیں۔اس وقت تو ہم یہ سوچ رہے ہیں۔ تجارتیں چلیں گی اسی طرح یا انارکی کا شکار ہو جائیں گی۔ ہر طرف بدامنی بڑھتی چلی جارہی ہے اور لوگوں میں اب عدم تحفظ کا اتنا زیادہ پیدا ہو چکا ہے کہ باقی سارے مسائل اس کے نیچے دب گئے ہیں۔

تو جس چیز کو مثبت سمجھ کر انہوں نے جبراً نافذ کرنے کی کوشش کی اس میں بھی کلیۃً ناکام ہیں اور جس چیز کو منفی پہلو سے انہوں نے اسلام کے نام پر جبراً نافذ کرنے کی کوشش کی اس میں بھی کلیۃً ناکام ہو گئے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دور میں احمدیوں کا دیانت کا معیار بھی بڑھا،امن پسندی کا معیار بھی بڑھا، جرائم سے بچنے کا معیار بھی بڑھا اور نیکی اور تقویٰ کی راہوں پر زیادہ مضبوطی سے قدم مارنے کا معیار بھی بڑھا۔تو دونوں صورتوں میں یہ کلیۃً نہ صرف ناکام ہو چکے ہیں بلکہ آج تک پاکستان کی تاریخ میں کوئی حکومت بھی اپنے دعووں میں اس بُری طرح ناکام نہیں ہوئی جتنا یہ مزعومہ طور پر یا مبینہ طور پر اسلام کے نام پر قائم ہونے والی آمریت ناکام ہوئی ہے۔

زیادہ تر علماء دین میں سے ان کے دو ساتھی ہیں۔ایک جماعت اسلامی اور ایک دیوبندی علماء اور اہل حدیث اور ان کے متعلق ج کہ کیوں وہ ساتھی ہیں، اس کا پس منظر کیا ہے اس میں میں نہیں جانا چاہتا لیکن عام سیاستدانوں کا بھی اور عام دوسرے علماء کا بھی اندازہ یہ ہے کہ دیوبندیوں کی حیثیت ثانوی ہے اس میں، ان کو صرف احمدیوں پر استعمال کرنے کے لئے رکھا گیا ہے۔ درحقیقت یہ سازش ہے حکومت کو مودودیوں کے قبضہ میں دینے کی اور ایک زبردستی کا اسلام جو نافذ کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے اس میں بالآخر مودودیوں کو اوپر لانے کا پروگرام ہے۔ اب شریعت بل کی بحثوں میں یہ بات کھل کر سامنے آچکی ہے۔ اس قسم کے اسلام کے متعلق مودودی صاحب کا اپنا کیا خیال تھا وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

مودودی صاحب فرماتے ہیں، حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب شہید اور سید احمد صاحب بریلوی شہید کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے یعنی دونوں بزرگوں نے جو انقلاب لانے کی کوشش کی اسے ایک ناکام کوشش قرار دیتے ہوئے مولانا مودودی ان کے حالات کا، ان کی ناکامی کا تجزیہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

> ’’دونوں لیڈر غالباً اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ سرحد کے لوگ چونکہ مسلمان ہیں اور غیر مسلم اقتدار کے ستائے ہوئے بھی ہیں اس لئے وہ اسلامی حکومت کا خیر مقدم کریں گے۔‘‘

یہ آج سے سو سال سے زائد عرصہ سے پہلے سرحد کے مسلمانوں کا تجزیہ ہو رہا ہے اور ان کے اسلام کا تجزیہ ہو رہا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ان کو یہ غلط فہمی ہوگئی تھی حضرت سید احمد صاحب شہید کو اور حضرت سید اسماعیل صاحب شہید کو کہ شاید یہ لوگ مسلمان نظر آرہے ہیں مسلمان ہی ہوں یعنی وہ دیوبندی جتنے بھی تھے ان کے متعلق یہ مولانا مودودی کا فتویٰ ہے کہ دیکھنے میں مسلمان نظر آرہے تھے۔ ان بزرگوں نے بیچاروں نے سمجھ لیا کہ شاید سچ مچ ہی مسلمان ہیں پھر غیروں کے اقتدار کے ستائے ہوئے بھی تھے اس لئے وہ اسلامی حکومت کا خیر مقدم کریں گے۔

> ’’اس وجہ سے انہوں نے جاتے ہی وہاں جہاد شروع کر دیا اور جتنا ملک قابو میں آیا اس پر اسلامی خلافت قائم کر دی۔‘‘

اس صورت حال کا اس دور کے ساتھ ذرا موازنہ تو کر کے دیکھیں۔ وہاں تو تھوڑا سا ملک قابو آیا تھا لیکن متقی لوگوں کے قابو آیا تھا مولانا مودودی فرما رہے ہیں کہ اس تھوڑے سے حصے میں بھی جہاں اسلام پر عمل درآمد کا معیار آج سے بہت زیادہ اونچا تھا اور اس وقت بھی سارے ہندوستان میں سب سے زیادہ اونچا تھا، وہ متقی فرمانروا بھی ناکام ہو گئے اور اسلام نافذ کرنے کی جو کوشش انہوں نے شروع کی اس میں وہ کلیۃً ناکام رہے اور بالآخر اس کا ایک نہایت ہی خوفناک اور ہولناک نتیجہ نکلا۔ آج کا حکمران ایک تھوڑے حصے پر نہیں سارے ملک پر قابض ہے اسلام کے نام پر اور سارے ملک پر قابض وہ لوگ ہیں جو تقویٰ میں سید احمد صاحب شہید کی جوتیوں کی خاک کے برابر بھی نہیں بلکہ حضرت سید احمد صاحب شہید اور سید اسماعیل صاحب شہید کی جوتیوں کی خاک سے موازنہ کرنا بھی ان کی گستاخی بن جاتا ہے۔ وہ نافذ کرنے لگے ہیں اسلام کے نام پر دیانت جو دیانت سے نا آشنا ہیں۔ وہ تقویٰ زبردستی دلوں میں داخل کرنا چاہتے ہیں جو تقویٰ کے نام سے ہی ناواقف ہیں، یہ چیز ہوتی کیا ہے۔ اس کا کوئی تصور ہی نہیں ان کے دلوں میں کوئی نہیں۔ جتنی ملک میں الاٹمنٹس ہوئی ہیں حکمرانون کی طرف سے، جتنی خورد برد ہوئی ہے جتنی رشوت بڑھی ہے، جتنی عدالتیں قائم ہوئیں اور اس کے فیصلے ہوئے، یہ باتیں تفصیل سے دہرانا میرا کام تو نہیں ہے لیکن ساری قوم جانتی ہے، بچہ بچہ قوم کا جانتا ہے۔ جن کی ساری عمر کی تنخواہیں اگر اکٹھی کر لی جاتیں اور ایک آنہ بھی اس میں سے خرچ نہ کیا جاتا تو بمشکل ایک چھوٹی سی کوٹھی بنتی اس سے۔ ان کے اپنے اخراجات بھی شاہانہ رہے اور محلات قائم ہو گئے، ایک سے زائد محلات قائم ہو گئے۔ ان لوگوں کے ہاتھوں میں اسلام کا نفاذ تھا۔ اب حضرت سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کا کوئی مقابلہ ہوسکتا ہے بھلا؟ لیکن مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ جب اسلام کا معیار بہت بلند تھا اور اُس صوبہ میں جہاں سب سے زیادہ بلند تھا وہاں ایسی عظیم ہستی نے جس کو کروڑوں مسلمان اپنے وقت کا مجدد مانتے ہیں، اس نے بھی زبردستی اسلام نافذ کرنے کی کوشش کی تو وہ ناکام ہو گیا:

> ''بالآخر تجربہ سے ثابت ہو گیا کہ نام کے مسلمان کو اصلی مسلمان سمجھنا اور ان سے وہ توقعات رکھنا جو اصلی مسلمان ہی سے پوری ہوسکتی ہیں محض ایک دھوکا تھا۔ وہ خلافت کا بوجھ سہارنے کی طاقت نہ رکھتے تھے جب ان پر یہ

بوجھ رکھا گیا تو وہ خود بھی گرے اور اس پاکیزہ عمارت کو بھی لے گرے۔''

اب کیا ارادے ہیں مودودیت کے پھر؟ اب کیا زعم لے کر اٹھی ہے؟ اب کیوں سازشوں اور چالبازیوں کے ذریعہ موجودہ حکمرانوں کے ساتھ مل کر اسلام کے نام پر ملک پر قبضہ کر کے کچھ کرنا چاہتی ہے؟ اگر سو سال پہلے بہت زیادہ متقی لوگوں کا یہ تجربہ اگر مولانا مودودی کے بیان کو مانا جائے تو ایسے صوبے میں ناکام ہوا جہاں اسلام پر عمل درآمد کا معیار آج بھی سب دوسرے صوبوں سے زیادہ ہے اور سو سال پہلے آج کے اس صوبے سے بھی بہت زیادہ اونچا تھا یعنی آج جو صوبہ سرحد کا مسلمان ہے اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں سو سال پہلے کے صوبہ سرحد کے مسلمان سے۔ ان کے ماں باپ کا تقویٰ بھی آج ان موجودہ نسلوں کے تقویٰ سے بلند تر تھا، وہ تو دادے پڑدادے تھے ان کے اور بڑے خالص ایمان کے ساتھ اسلام پر عمل درآمد کرنے والے لوگ تھے۔ اگر مولانا مودودی کا یہ تجزیہ درست ہے اور تاریخ یہ بتاتی ہے کہ کچھ ہوا ضرور ایسا ہے کہ زبردستی یہ لوگ مسلمان نہیں بن سکے تو پھر آج کے یہ لوگ تو آج کے مولانا مودودی کے شاگرد (حضرت سید احمد صاحب شہید کے شاگرد نہیں مودودی صاحب کے شاگرد) اور ان کے شاگردوں کے شاگرد کسی جبر کے ذریعہ کسی قوم کو مسلمان بنا دیں گے؟ یہ تو جنت الحمقاء میں بسنے والی بات ہے۔ وہم و گمان بھی اس کا چھوڑ دیجئے۔ لیکن ان کا محاسبہ اس بات پر ہونا چاہئے اور قوم کو کرنا چاہئے کہ یہ پڑھنے کے باوجود مودودی صاحب کا یہ تجزیہ کہ ''اس پاکیزہ عمارت کو بھی لے گرے'' جو کچھ پاکستان کا باقی رکھا ہے کیوں اس کو لے گرنے پر تیار بیٹھے ہو، کیوں بار بار کے تجربوں کی ناکامی سے فائدہ نہیں اٹھا رہے؟ پھر مودودی صاحب فرماتے ہیں:

''تاریخ کا یہ سبق بھی ایسا ہے جسے آئندہ ہر تجدیدی تحریک میں ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔''

مجدد کا دعویٰ اس طرح تو نہیں کیا لیکن اپنی تحریک کو تجدیدی تحریک کہا اور لوگوں کو تحریص کی کہ ان سے وہ کہیں کہ ہاں آپ نے یہ تحریک چلائی آپ مجدد وقت ہیں۔ فرماتے ہیں:

''ہر تجدیدی تحریک کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ جس سیاسی انقلاب کی جڑیں اجتماعی ذہنیت، اخلاق

اور تمدن میں گہری جمی ہوئی نہ ہوں وہ نقش برآب کی طرح ہوتا ہے۔ کسی عارضی طاقت سے ایسا انقلاب واقعہ ہو بھی جائے تو قائم نہیں رہ سکتا اور جب مٹتا ہے تو اس طرح مٹتا ہے کہ اپنا کوئی اثر چھوڑ کر نہیں جاتا۔‘‘

(تجدید و احیائے دین مولفہ مودودی طبع چہارم 75)

اس سارے بیان سے مجھے اتفاق ہے صرف آخری حصے کے سوا یعنی اپنا کوئی اثر چھوڑ کر نہیں جاتا۔ کیوں اثر چھوڑ کر نہیں جاتا؟ کل جو آپ تجزیہ کر رہے تھے تو اس میں تو یہ کہا کہ اثر یہ چھوڑا کہ پاکیزہ عمارت کو بھی ساتھ لے گرے۔ صرف خود نہیں مٹتا ایسا انقلاب بلکہ اعلیٰ قدروں کو بھی ساتھ مٹا دیتا ہے۔ کیوں کچھ چھوڑ کر نہیں جاتا پیچھے، ایک نحوست کا ایسا لمبا سایہ چھوڑ جاتا ہے جو بعض دفعہ صدیوں تک قوموں کی بربادی کا موجب بنا رہتا ہے۔

ایٹمی سائنس سے آج دنیا خوف کھا رہی ہے مگر وہ سایہ تو چند سال یا ۲۰ ہوں یا ۳۰ ہوں یا ۴۰ یا ۵۰ سال ہوں آخر اس سایے کی نحوست ان چند سالوں میں مٹ جائے گی پر قوموں کی تاریخ پر آپ جب نظر ڈالتے ہیں تو آپ یہ ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اس قسم کے مذہب میں جبر کے قائل لوگوں نے جب اپنی نحوست کے سایے کسی قوم پر ڈالے تو عظیم الشان حکومتوں کے ٹکڑے ہو گئے اور یہ نحوست کے سایے صدیوں صدیوں تک جاری رہے اور آج بھی ان سایوں کا اثر ہم عالم اسلام پر دیکھ رہے ہیں۔ وہ شاندار سلطنتیں جو اسلام کے نام پر قائم ہوئی تھیں، جو محمد مصطفیٰ ﷺ کی سچائی کی طاقت سے قائم ہوئی تھیں وہ اسی قسم کے لوگوں نے مٹائیں اور برباد کر دیں اور آج ان کے کھنڈرات ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔

پس کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس طرح مٹ جائیں گے کہ کوئی اثر باقی نہیں رہے گا۔ مٹیں گے تو ضرور کیونکہ سچائی سے ٹکرانے والے ہمیشہ مٹا کرتے ہیں مگر نحوست کے سایے ضرور لمبے ہوں گے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کی ذمہ داری ہے کہ اس ناپاک انقلاب کی راہ میں روک بن جائے جو پاکیزہ نام لے کر، پاکیزگی کا نام لے کر جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہر کوشش کو آپ نے ناکام بنایا ہے اور ناکام بنانا ہے آئندہ بھی۔ جس طرح آپ کے دلوں سے اسلام نوچ نہیں سکے، آپ کے اعمال سے اسلام نوچ نہیں سکے، آپ کی زبان سے اسلام نوچ نہیں سکے، آپ کے

سینوں سے اسلام نوچ نہیں سکے ،اسی طرح حب وطن بھی آپ کے ایمان کا حصہ ہے۔ یہ پوری کوشش کررہے ہیں اس وطن کو مٹانے کی آپ اس راہ میں کھڑے ہوجائیں اور نہ مٹنے دیں اور حب الوطنی کے گیت گائیں اور ساری قوم کو بھی سمجھائیں کہ ان لوگوں کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں جو چند دنوں، چند مہینوں ، چند سالوں کا قصہ باقی ہے، ان کی کے نتیجہ میں اپنے پاؤں پر کیوں کلہاڑی مارتے ہو۔اس لئے اپنے حب الوطن کو زخمی نہ ہونے دو، ساری قوم ایک ہو جائے اور وطن کی محبت میں ایک آواز کے ساتھ اٹھنا اور ایک آواز کے ساتھ بیٹھنا سیکھیں ۔ یہ باتیں ترک کردیں کہ فلاں صوبہ فلاں صوبے کے مخالف ہے فلاں صوبہ فلاں صوبے کے مخالف ہے ۔یہ بد خیالات یہ منحوس خیالات قوموں کی تباہی پر منتج ہوجایا کرتے ہیں۔

اس لئے جماعت احمدیہ کو یہ بھی جہاد کرنا چاہئے کہ پاکستان میں حب الوطن کے احساس کو نمایاں کریں اور بیدار کریں اور زخمی نہ ہونے دیں، جو زخمی ہو چکا ہے اسے مندمل کرنے کی کوشش کریں۔ ہر قسم کے ایسے خیالات یا ایسے ازم یا ایسے تصورات جو پاکستان کو کسی طرح نقصان پہنچا سکتے ہیں، ان کے خلاف کوشش کرنا بھی جماعت احمدیہ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنی تعداد میں جماعت موجود ہے کہ اگر وہ سرگوشیاں بھی شروع کرے کہ اٹھو اور ملک کی خاطر ایک ہو جاؤ اور ملک پر آنچ لانے والی ہر طاقت کو مقابلہ کرو تو اس کا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت نیک اثر ظاہر ہوسکتا ہے ۔اگر دعائیں اس کوشش کو تقویت دیں تو پھر یقیناً انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی نصیب ہوگی اور **میں امید رکھتا ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ہمیشہ سلامت رکھے کیونکہ آخر اسلام کے نام پر لیا ضرور گیا تھا۔** عمل مخالف ہو چکے ہوں یا نہ ہوں اس سے بحث نہیں ایک ملک ہے آج کے زمانے میں جو اسلام کے نام پر بنایا گیا تھا اور کونسا ملک ہے دکھائیں جو صرف اسلام کے نام پر بنایا گیا ہو؟ اس لئے اس مقدس نام سے پیار اور محبت ہے تو پھر ہر دنیا کے احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ہر کوشش کو ناکام بنادیا جائے۔